New Era Magazine
راہ ہدایت
از قلم : سمیہ ارشاد
NEW ERA MAGAZINE
غزل حیات
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(جاری ناول)

راہ ہدایت

از سمیہ ارشاد

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کرکے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کردی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کرسکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

"یہ وہ عظیم کتاب ہے جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں، یہ پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے۔"

(القرآن)

بیٹا! ہدایت تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت ہے اپنے بندے کے لیے۔

کبھی سوچا ہے کہ تمہیں کبھی سکون کیوں نہیں ملا؟؟ اتنی دولت، اتنی شہرت جس انسان کے پاس ہو اسے تو سکون ہی سکون میسر ہونا چاہیے۔

لیکن تمہارا اندر (دل) کیوں بے چین ہے اتنا؟؟؟

کیوں تڑپ رہے ہو اتنا؟؟؟ کیوں اللہ تعالیٰ سے اتنا دور جا کے بھی تمہیں آج سکون اسی کی نازل کردہ آیات سے مل رہا ہے؟؟؟؟

جانتے ہو اسکا جواب بھی میرے رب نے اپنی کتاب قرآن مجید میں پہلے ہی دے دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"جان لو کہ اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے"

(سورۃ الرعد)

جاؤ بیٹا ان سوالات پہ غور کرو۔ اور ان کے جوابات اپنے نفس سے پوچھو۔

فہیم مصطفی صاحب لاہور کے مشہور بزنس مین تھے۔ان کے تین بیٹے تھے۔سب سے بڑے بیٹے کا نام افتخار مصطفی، منجھلے بیٹے کا نام ایثار مصطفی جبکہ سب سے چھوٹے بیٹے کا نام ابرار مصطفی تھا۔

ایک عالیشان بنگلے میں یہ تینوں بھائی اکٹھے رہتے تھے البتہ پورشن سب کے الگ الگ تھے۔افتخار صاحب اور عائشہ بیگم کے تین بچے تھے۔سب سے بڑا بیٹا صارم افتخار جو کہ اپنے دادا اور باباجان کے ساتھ بزنس کو دیکھتا تھا۔ منجھلا بیٹا احناف افتخار اپنے خوابوں کو پورا کرنے کیلیے انگلینڈ میں رہتا تھا،سب سے چھوٹی بیٹی الماس افتخار یونیورسٹی میں پڑھتی تھی۔

ایثار مصطفی کی ایک ہی بیٹی تھی؛وہ کچھ سال پہلے ایک کار ایکسیڈینٹ میں وفات پا گئے تھے۔صدف بیگم نے اکیلے ہی اپنی اکلوتی بیٹی ارحا ایثار کی پرورش کی۔۔

ارحا دنین اور بنین کے ساتھ یونیورسٹی جاتی تھی۔

بنین آپی! دنین کہاں ہے؟ کیا اس نے آج یونیورسٹی نہیں جانا؟میں کب سے اسکا انتظار کر رہی ہوں۔

"ارحا تم بیٹھ جاؤ تم تو جانتی ہو دنین تیار ہونے میں کتنا وقت لگاتی ہے، بس آرہی ہو گی"، بنین نے چائے کا سپ لیتے ہوئے ارحا کو بتایا۔

چلیں میں گاڑی میں انتظار کر رہی ہوں۔

ابرار صاحب اور نسرین بیگم کے دو ہی بچے تھے۔ بڑی بیٹی بنین اور چھوٹی بیٹی بنین تھی۔ بنین کا یونیورسٹی میں آخری سال چل رہا تھا۔

تھری پیس سوٹ پہنے، چہرے پر بلا کی سنجیدگی سجائے احناف مصطفیٰ اپنے دوست کیف کے ساتھ اپنی زندگی کا بہترین دن انجوائے کرنے جا رہا تھا۔

"آخر کار تم نے اپنے خوابوں کو پورا کر ہی لیا" کیف نے جتاتی ہوئی نظروں سے احناف سے کہا۔ جبکہ احناف نے صرف سر ہلانے پہ اکتفا کیا۔ وہ نجانے کن سوچوں میں گم تھا۔ اپنے انہی خوابوں کی خاطر وہ اپنا ملک، گھر، ماں باپ سب کو چھوڑ کر انگلینڈ آگیا تھا۔ لیکن پھر بھی اسکے چہرے پر نجانے وہ خوشی کیوں نہیں تھی جو ہونی چاہیے تھی۔

کیف کو کچھ دنوں سے اسکا رویہ بہت بدلا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے ایک دو بار پوچھنے کی کوشش بھی کی لیکن احناف نے بات ٹال مٹول کر دی۔

ایک جنگل، بیابان ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا نہ کوئی پُکار سننے والا؛اِدھر اُدھر نظریں دوڑا کر دیکھنے پہ بھی نہ کوئی انسان، نہ کوئی چرند پرند نظر آیا۔

ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے کسی نے ایک اندھیرے، ویران جنگل میں اکیلا چھوڑ دیا ہو؛ نہ تو کوئی پُکار سننے والا ہو اور نہ ہی کوئی مددگار!

اچانک ہی بے انتہا روشنی پھیلنا شروع ہو جاتی ہے؛ روشنی بھی اس قدر تیز کہ جیسے نور اُتر رہا ہو۔ روشنی کے ساتھ ہی ایک آواز آنا شروع ہو جاتی ہے۔

اس آواز کو وہ ضرور پہچان گیا تھا۔ اسی آواز سے تو کبھی وہ خوف محسوس کرتا تھا تو کبھی سکون۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پہلے تو جب بھی اُسے یہ آواز سننے کو ملتی تھی، تو وہ ڈر جاتا تھا لیکن وقت گزرنے کے ساتھ یہی آواز اس کے لیے سکون کا ذریعہ بنتی چلی گئی۔

آج بھی اس ویرانے میں اُسے جیسے ہی یہ آواز سنائی دی، تو اُسے سکون محسوس ہوا۔

وہ لیپ ٹاپ کے سامنے بیٹھی اپنی اسائنمنٹ بنا رہی تھی۔ کمرے میں نائٹ بلب کی ہلکی ہلکی روشنی تھی۔

جب اچانک ہی ونڈو پہ ہلکی سی دستک ہوئی۔ "اس وقت کون ہو سکتا ہے؟؟"، ارحا نے

اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

امّاں (صدف بیگم ارحا کی ماما) کو تو ابھی میڈیسن دے کے سلا کے کمرے میں آئی تھی۔ وہ ڈرنے والی لڑکیوں میں سے کہاں تھی۔ وہی اپنا پرانا ہتھیار گلدان اٹھایا اور ونڈو کھولنے چل پڑی۔

جب کہ آگے تو منظر ہی کچھ اور تھا، ایک خوبصورت سا پھولوں کا ٹُکے اور ایک پیارا سا کارڈ اس کا منتظر تھا۔

کمرے میں آکر جب کارڈ کھولا تو اس پے ایک پیارا سا ہارٹ بنا ہوا تھا؛ ہارٹ کے اندر پیارا سا:

Sweet Dreams My Dear:)

اور کیوٹ سی مسکراہٹ بنائی گئی تھی؛ نہ تو بھیجنے والے کا نام درج تھا اور نہ ہی ارحا کا۔ یہ دیکھتے ہی اُسے یاد آیا کہ کیسے پچھلے دو ماہ سے اُسے بالکل اسی طرح کے بکے اور کارڈز ریسیو ہو رہے تھے۔ اب تو تنگ آکر اس نے ان پھولوں کو ڈسٹ بن کی زینت بنانا شروع کر دیا تھا۔

"مجھے یہ کہتے ہوئے آج انتہائی فخر محسوس ہو رہا ہے کہ پاکستان کے سب سے بیسٹ بزنس مین ہونے کے ساتھ ساتھ آج سے ورلڈ بیسٹ سنگر بھی "احناف افتخار" ہیں"، ہوسٹ نے انتہائی خوش دلی کے ساتھ احناف افتخار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

لاکھوں دلوں کی دھڑکن، لاکھوں لڑکیوں کا کرش "احناف افتخار" بہت ہی بیزاریت سے سب کو اگنور کرتے ہوئے اپنی ٹرافی لینے کے لیے آگے بڑھ رہا تھا۔

چہرے پہ مدھم سی مسکراہٹ سجائے اپنی وجیہہ پر سنلٹی

کے ساتھ اپنی ٹرافی وصول کر رہا تھا۔ آج اس کی زندگی کا سب سے بڑا دن تھا کیوں کہ آج اُس کی زندگی کا سب سے بڑا خواب پورا ہو گیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ناظرین! اس کے ساتھ ساتھ آپ کو آج کی سب سے بڑی خبر سناتے چلیں"، فہیم صاحب اور افتخار صاحب دونوں نیوز دیکھ رہے تھے۔

جب اینکر کی اس بات کو سُنتے ہوئے فہیم صاحب نے کہا کہ: "یقیناً آج پھر کوئی دھماکا ہی ہوا ہو گا اور سینکڑوں معصوم لوگوں کی زندگیاں گئی ہو نگی"۔

"ناظرین! پاکستان کے سب سے بڑے بزنس مین "فہیم انڈسٹریز" کے اونر فہیم مصطفٰی کے پوتے "احناف افتخار" نے دنیا کے بہترین سنگر کا اعزاز اپنے نام کر لیا۔ آج

اُن کو انگلینڈ میں ٹرافی اور دیگر انعامات سے نوازا گیا"۔

ساتھ ساتھ احناف کی ویڈیوز اور تصاویر دیکھائی جا رہی تھی۔الماس جو کہ اپنے دادا اور بابا جان کے لیے چائے لا رہی تھی،اس نے یہ سُنتے خوشی کے مّارے چائے ہی گرا دی۔

سارے خاندان والے "احناف افتخار" کی وجہ سے بہت فخر محسوس کر رہے تھے،البتہ ارحا اور فہیم مصطفٰی صاحب کو اس خبر سے نہ تو کوئی خوشی ہوئی اور نہ ہی کوئی فخر!!

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دنین نے جب سے یہ خبر سنی تھی،اُس کی شوخیاں آسمان کو چھو رہی تھی۔جب کہ فاریہ صارم نے جب سے یہ خبر سنی تھی انتہا کی جیلس ہونے کے ساتھ ساتھ صارم افتخار کے بھی کان بھر رہی تھی۔

"دیکھیے گا آپ یہ احناف ایک دن آپ کو سڑک پہ لا کھڑا کرے گا؛بالکل اسی طرح جیسے آج ہر جگہ اُسی کے چرچے ہو رہے ہیں"،فاریہ نے ناک سے مکھی اڑاتے ہوئے کہا۔

جب کہ صارم اپنے بھائی کی خوشی میں بے انتہا خوش تھا۔اب بیوی کی جلی کٹی باتیں سن

کے اُس کا دماغ خراب ہو چکا تھا۔

دروازہ زور سے مارتے ہوئے وہ کمرے سے واک آوٹ کر چکا تھا۔اور پیچھے فاریہ "احناف افتخار" کو سوالقابات سے نوازتی رہ گئی۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

ایک اندھیر کوٹھڑی ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ایسی اندھیری کوٹھڑی جس میں ایک کرسی کے سوا کچھ نہ تھا باہر سے خوفناک آوازیں آنا شروع ہو جاتی ہیں جو اس کیلیے اس منظر کو مزید خوفناک بنا دیتی ہیں۔ چیخیں مارنے، چلانے اور پکارنے پہ بھی کوئی آواز سننے والا نہ تھا۔

اس نے اٹھنے کی کوشش کی تو کوئی حرکت نہ کر سکا,اسے مضبوط زنجیروں نے جکڑ رکھا تھا نہ تو ہاتھ حرکت کر سکتے تھے نہ ہی جسم کا کوئی اور حصہ۔

اس وقت اسے جو خوف محسوس ہوا شاید ہی زندگی میں کبھی ایسا خوف محسوس ہوا ہو وہ زارو قطار رونا، چیخنا چلانا اور شور مچانا شروع کر دیتا ہے۔ لیکن سب کچھ بے سود، کچھ کام نہ آیا۔

اسی طرح چیختے چلاتے،اچانک ہی کمرے کی اونچی دیوار پہ بنے روشن دان سے اسے

روشنی دکھائی دیتی ہے، نور کی طرح چمکتی سفید روشنی وقت کے ساتھ ساتھ تیز ہونا شروع ہو جاتی ہی۔

کچھ ہی پل میں روشنی اس قدر تیز ہو جاتی ہے کہ اس کیلیے آنکھ اٹھا کر دیکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ کمرے میں ایک کرسی (جس پہ اسے زنجیروں میں قید کیا گیا ہوتا ہے) کے سوا کچھ نہ تھا۔

اسی پل وہ اپنی نظریں اٹھا کر ادھر ادھر دیکھتا ہے تو اسے ایک کونے میں ایک پنجرہ دکھائی دیتا ہے جس میں ایک انتہائی خوبصورت پرندہ قید تھا۔

وہ حیران ہوتا ہے کیونکہ اس نے تو پہلے نہ اس پنجرے کو کمرے میں دیکھا تھا اور نہ ہی اس نے اپنی زندگی میں پہلے کبھی کوئی اتنا خوب صورت پرندہ دیکھا تھا۔

وہ چمکدار سفید پروں والا، چھوٹی چھوٹی آنکھوں اور باریک سی چونچ والا پرندہ تھا جو دیکھنے میں انتہائی دلکش نظر آتا تھا۔

وہ حیرت کے مارے پرندے کو دیکھنے میں مگن تھا کہ اچانک ہی وہ پرندہ اپنے پر پھیلاتا ہے، اڑان بھرتا ہے، اور پنجرے سے آزادی حاصل کرتے ہوئے؛ اونچی پرواز بھرتے اڑ جاتا ہے۔

پیچھے صرف خالی پنجرہ اور نور کی مانند روشنی باقی رہ جاتی ہے۔ وہ نا چاہتے ہوئے بھی پھر

سے زاروقطار رونا شروع کردیتا ہے۔

اچانک ہی اسے آواز آتی ہے کہ :

"اے بیٹے! تو بھی اس پرندے کی طرح اپنی روح کو آزاد کرا اور اپنے دل میں نئے بیج اگا"

یہ سنتے ساتھ ہی اسکے آنسوؤں میں روانی آجاتی ہے۔

"میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں؛ آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں" اس نے روتے ہوئے اسی ہستی کو پکارا جن کی آج تک اس نے صرف آواز سنی تھی۔

"وہ وقت بھی جلد آئے گا میرے بیٹے" اسی مبارک ہستی نے جواب دیا۔

"مجھے سکون چاہیے میرے دل کو بے سکونی نے آن گھیرا ہے، مجھے آرام چاہیے، راحت چاہیے" اس نے روتے ہوئے کہا۔۔۔

"یہ سب اس وجہ سے ہے کیونکہ تم جس رستے پہ چل رہے ہو وہ حق کا رستہ نہیں ہے۔ اس جھوٹے اور بے انمول مقصد کے پیچھے تم نے اپنا آپ خوار کیا اور خود کو تھکا دیا۔ تم بالکل ہواؤں میں اڑنے والی گرد اور سوکھے پتوں کی مانند ہو گئے ہو۔" مبارک ہستی نے اطمینان سے جواب دیا۔۔

"مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی ہے میں بھٹک گیا تھا میں نے خود پہ ظلم کیا ہے۔ مجھے

اب اس سب سے نجات چاہیے" اس نے ایک معصوم بچے کی طرح روتے ہوئے اپنا درد بیان کیا۔

اے میرے بیٹے! اللہ رب العزت نے اپنی کتاب میں اپنے بندوں کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

"اے میرے بندوں جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کرلی ہے تم اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو جانا بالیقین اللہ تعالی سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے وہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے" وہ اس آیت مبارکہ سے اسے دلاسہ دیتے ہیں اور آواز آنا بند ہو جاتی ہے۔

فہیم مصطفیٰ صدف بیگم کے پورشن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ شام کی چائے وہ اکثر ہی اپنی چہیتی پوتی 'ارحا' کے ساتھ پیا کرتے تھے۔

ابھی بھی ارحا اپنے دادا جان کیلئے خود چائے بنا کے لائی تھی۔

" یقیناً آج چائے بہت میٹھی ہونے والی ہے"، فہیم صاحب نے ارحا سے چائے کا کپ لیتے ہوئے کہا۔

جب کہ صدف بیگم اُنکی بات کا مفہوم سمجھتے ہوئے مسکرا دی۔

'بالکل بھی نہیں!!!داداجان!!نوشوگر؛پھر آپکاشوگر لیول بڑھ جائے گااور بیمار ہوں گے'،ارحانے ڈانٹنے والے انداز میں کہا۔

"بالکل نوشوگر!!میں تواس لیے کہہ رہاہوں کہ چائے تمھارے ہاتھوں اور محبت سے بنائی گئی ہے۔تومیری بیٹی کے خلوص سے بنائی گئی چائے کیسے پھیکی ہوسکتی ہے؛یقیناً میٹھی ہی ہو گی!فہیم صاحب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اسی طرح خوشگوار ماحول اور خوش گپیوں میں چائے پی جارہی تھی۔جب فہیم صاحب نے ارحااور صدف بیگم سے احناف کے متعلق بات کرناچاہی اوراس کی اس کامیابی کے متعلق دونوں کی رائے جانناچاہی۔

صدف بیگم نے توانتہائی خوشی کااظہار کیاجب کہ ارحانے کوئی جواب نہ دیا۔

فہیم صاحب کے دوبارہ پوچھنے پراُس نے کہاکہ:

'داداجان!مجھے اس سب سے کوئی فرق نہیں پڑتا؛اُن کی لائف ہے جیسے مرضی گزاریں۔وہ خوش اُنکی فیملی خوش توہم بھی خوش،'ارحانے مدھم سی مسکراہٹ سجاتے ہوئے جواب دیا۔

ارحاکے اس جواب سے صدف بیگم اور فہیم

صاحب دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہی رہ گئے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"May I come in sir?"

احناف کی مینیجر ردا نے انتہائی مؤدب لہجے میں پوچھا۔

"یس" احناف نے فائل چیک کرتے ہوئے جواب دیا۔

"سر! آپ کے فینز مسلسل کالز کر رہے ہیں، وہ سب ایک ہی چیز کا کہہ رہے ہیں کہ آپ ایک کنسرٹ رکھیں، جتنی جلدی پاسبل ہو"، ردا نے ڈرتے ہوئے بات مکمل کی (وہ احناف کے غصے سے اچھی طرح واقف تھی)۔

"دیکھیں مس ریدا! میں آپکو پہلے ہی آگاہ کر چکا ہوں کہ نہ تو آپ کالز ریسیو کریں گی اور نہ ہی کسی میسج کا جواب دینگی۔ اس کے باوجود اس طرح بار بار پوچھنے کا مقصد کیا ہے آپکا؟؟ آپکو ایک دفعہ کی کہی گئی بات کا اثر نہیں ہوتا؟؟؟ احناف نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا

"لیکن سر وہ۔۔۔۔۔!!!!" اس سے پہلے کے وہ اپنی بات مکمل کرتی، احناف افتخار نے ڈانٹتے ہوئے جانے کا بول دیا۔

کیف جو ابھی آفس میں انٹر ہو رہا تھا، احناف کی یہ گفتگو سن چکا تھا۔

"مس ردا! آپ جائیں"، کیف نے کرسی کھینچتے ہوئے کہا۔

"پہلے تو تمہیں بہت شوق تھا ان سب کنسرٹس کا، کس قدر تم نے محنت کی یہ سب کچھ پانے کے لیے؛ اب جب کہ تم یہ سب حاصل کر ہی چکے ہو تو ایک دم ان سب سے انکار کیوں؟؟؟؟ میں بہت دنوں سے نوٹ کر رہا ہوں کہ تم کچھ بجھے بجھے سے اور تھکے تھکے سے لگتے ہو، آخر بات کیا ہے؟؟؟؟ کیف نے انتہائی سنجیدگی سے پوچھا

"کچھ بھی نہیں ہے یار! بس کچھ مصروفیات ہیں اسی وجہ سے تمہیں ایسا لگتا ہے"، احناف نے بات ختم کرنا چاہی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لیکن وہ بھول گیا تھا کہ سامنے والا بھی کیف حیدر ہے!

'میں بہت اچھے سے جانتا ہوں تمہاری "مصروفیات" کو" سامنے والا کہاں چپ رہنے والوں میں سے تھا۔

"خیر! چھوڑو یہ سب، تم بتاؤ کیا چل رہا ہے آجکل؟؟ احناف سے بات کو ٹالتے ہوئے اُس سے سوال داغا

کیف جانتا تھا کہ وہ اب بتانے والا نہیں، وہ احناف افتخار کو بہت اچھے سے جانتا تھا۔ اس لیے مزید کوئی سوال نہ کیا۔

کالے گھنے لمبے بال جو کہ کھلے چھوڑے گئے تھے، آنکھیں بڑی بڑی اور گہری سیاہ، جن میں چاندنی جیسی چمک تھی۔ گھٹنوں تک آتی گرے قمیض ساتھ اسی کی ہم رنگ کیپری پہنے اور سیاہ رنگ کے دوپٹے کو شانوں پہ اچھے سے پھیلائے وہ کہیں جانے کو بالکل تیار کھڑی تھی۔

یونہی چلتے چلتے ارحا کو گیٹ سے آئرہ داخل ہوتے ہوئے نظر آئی۔ آئرہ اور ارحا دونوں بیسٹ فرینڈز تھیں اور دونوں کا ایک دوسرے کے گھر آنا جانا لگا رہتا تھا۔

"یار آئرہ اتنی دیر لگا دی آنے میں تم جانتی بھی ہو کہ مجھے کوئی چیز جلدی پسند بھی نہیں آتی۔" ارحا نے منہ بناتے ہوئے آئرہ سے کہا۔

"بالکل لیٹ نہیں ہوئے ہم! تم بس جلدی سے گاڑی نکالو" آئرہ نے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ ارحا ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے ہوئے گاڑی نکالتی ہے اور دونوں شاپنگ کیلیے نکل جاتے ہیں۔

20 منٹ کی مسافت کے بعد وہ دونوں لاہور کے ایک بڑے شاپنگ مال کے سامنے گاڑی کو پارکنگ میں لگاتے ہوئے اندر کی جانب بڑھ جاتی ہیں۔

کچھ دیر انتظار کے بعد جب لفٹ آتی ہے تو اس میں پہلے سے ہی ایک لڑکا اور 2 بچے سوار

ہوتے ہیں بچوں کی عمر لگ بگ 10-12 سال کے قریب تھی۔

لفٹ میں سوار ہونے کے بعد جب آئرہ لفٹ کا بٹن پریس کرنے لگتی ہے تو وہ لڑکا انتہائی خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہتا ہے: "میم!!! مجھے بتایئے میں کر دیتا ہوں" وہ ارحا پہ آنکھیں جماتے ہوئے کہتا ہے۔۔

"شکریہ مسٹر!!! لیکن میرے ہاتھ بالکل صحیح سلامت ہیں، میں خود پریس کر سکتی ہوں" لڑکا یہ سن کر ایک طرف بالکل خاموشی سے کھڑا ہو جاتا ہے۔

"یار ویسے تم نے اس بیچارے کی ایسے ہی اتنی انسلٹ کر دی؛ اس نے تو صرف ہماری مدد ہی کرنا چاہی تھی" آئرہ لفٹ سے نکلتے ہوئے کہتی ہے۔

"بس کرو تم اتنا وہ بیچارہ، میں اچھے سے جانتی ہوں لڑکوں کی ان حرکتوں کو یہ سب وہ صرف لڑکیوں کو امپریس کرنے کیلیے کہتے ہیں، اگر انکو اتنی ہی ہمدردی ہوتی لڑکیوں کے ساتھ تو آج ہمارے معاشرے کا یہ حال نہ ہوتا" ارحا ارد گرد کپڑوں کو دیکھتے ہوئے جواب دیتی ہے۔

اتنے میں وہاں ایک سیلز مین آجاتا ہے، ایکسکیوزمی میم!!!!!، وہ ارحا کی طرف دیکھتے ہوئے اسے مخاطب کرتا ہے "یہ دیکھیں میم یہ بالکل نیو ڈیزائن آیا ہے آپ پہ بہت سوٹ کریگا" سیلز مین نے ارحا کو گھورتے ہوئے مخاطب کیا۔

"الحمدللہ میری آنکھیں بالکل صحیح سلامت ہیں، میں دیکھ بھی سکتی ہوں اور پسند بھی کر سکتی ہوں اور یہ بھی جانتی ہوں کہ مجھ پہ کیا سوٹ کریگا اور کیا نہیں، مجھے آپ کی رائے کی بالکل بھی ضرورت نہیں ہے آپ جا سکتے ہیں" انتہائی اطمینان سے ارحا نے سیلز مین سے کہا۔۔۔

سیلز مین حیرت سے سے ارحا کو دیکھتا ہے اور خاموشی سے واپس چلا جاتا ہے۔

ایک تو ہمارے معاشرے میں اکیلی لڑکیوں کو دیکھتے ہی مرد گھورنے کے ساتھ ساتھ فری ہونے کی کوشش کرنے آجاتے ہیں؛ جیسے پہلے کبھی کوئی لڑکی دیکھی ہی نہ ہو!!!!! یہ کہتے ہوئے ارحا ایک شرٹ پسند کرتی ہے اور کاؤنٹر کی طرف بڑھ جاتی ہے۔

ایک قید خانہ جس کی اونچی اونچی دیواریں تھی۔ تین طرف دیواریں اور ایک طرف سلاخوں سے بنایا گیا دروازہ تھا۔

وہاں اُس کے علاوہ کوئی قیدی موجود نہ تھا۔اس اندھیر قید میں میں صرف وہ اور ایک پانی کا مٹکا موجود تھا۔

چہرہ اُسکا آنسوؤں سے تر تھا، آنسو تھے کہ رکنے کا نام نہ لے رہے تھے۔ آنسوؤں سے

بھیگا چہرہ، گھبراہٹ سے کپکپی طاری ہو رہی تھی۔

اُس کے اندر اس قدر بے چینی تھی، ایک تنہا ہارا ہوا شخص جس کو اس وقت صرف آرام اور سکون کی تلاش تھی۔

بے اختیار روتے ہوئے، آنسوؤں سے شرابور چہرہ جب وہ اٹھا کے دیکھتا ہے تو اُسے کچھ قدموں کی چاپ سنائی دیتی ہے۔

ایسے معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے آنے والا شخص اُسی کی طرف آرہا تھا۔

چند لمحے یونہی قدموں کی آواز کے بعد، سلاخوں سے بنے ہوئے دروازے پہ لگا تالا کھلتا ہے۔

اور سامنے سے ایک سفید لباس پہنے ہوئے کوئی ادھیڑ عمر شخص آتا دکھائی دیتا ہے۔

روشنی اس قدر کم ہوتی ہے کہ وہ یہی اندازہ لگا سکا کہ یہ کوئی ادھیڑ عمر شخص ہے، جو کہ سفید کپڑوں میں ملبوس تھا۔۔۔

وہ شخص زمین پر گھٹنوں کے بل بالکل اُس کے سامنے بیٹھ جاتا ہے۔

"کیوں قید ہو یہاں؟؟؟

کیوں تڑپ رہے ہو اس طرح؟؟؟

کیوں کپکپی طاری ہے تم پہ اس قدر؟؟؟؟

کیوں اس قدر خود کو تھکا ہوا محسوس کر رہے ہو؟؟؟؟؟ایک لمحے کے لیے وہ سن ہو کے رہ جاتا ہے۔ یہ آواز!!!!!

یہ آواز!!!!!کچھ پل کے لیے تو اُسے بالکل بھی یقین ہی نہیں آتا۔

یہ وہی آواز تھی!!جواب اُسے ایسے حالات میں راحت اور سکون کا ذریعہ بنتی ہوئی نظر آتی تھی۔

اس کی گھبراہٹ کم ہوتی ہے، پہلے سے کچھ سکون محسوس کرتا ہے؛البتہ آنسوا بھی بھی اُسی روانی سے جاری تھے۔

" میں ایک تنہا مسافر ہوں۔ جسے سکون اور آرام کی تلاش ہے، میں روشنی کے لیے تڑپتا ہوں؛ میں ایک تنہا قیدی بن کے رہ گیا ہوں،"وہ انتہائی کرب اور دکھ سے جواب دیتا ہے۔

اے ابن آدم!میں نے تم سے کہا تھا کہ اپنے دل میں نئے بیج اُگا!!

کہاں ہیں وہ بیج؟؟؟وہ مبارک انسان سوال پوچھتے ہیں۔

"میں کیسے نئے بیج اُگا سکتا ہوں؟؟؟جب کہ میں تو ایک ہارا ہوا ایسا انسان ہوں جو روشنی کے لیے تڑپتا ہے؛ میں بیج کیسے اگاؤں، میرے دل کے بیج تو گل سڑ چکے ہیں، حضرت!!"وہ انتہائی ادب سے اُنہیں جواب دیتا ہے۔

"نہیں!!! تم ایک ہارے ہوئے انسان نہیں ہو۔ جانتے ہو ایک ہارا ہوا انسان کیسا ہوتا ہے بھلا؟؟؟؟

"سنو بیٹا!! اصل ہارا ہوا انسان وہ ہوتا ہے جس کا دل مردہ ہو۔ جو غلط رستے پہ چلتا ہوا بھی خود کو حق کے راستے پہ سمجھتا ہو۔ ہارا ہوا انسان وہ ہوتا ہے جس کی روح اور ضمیر مردہ ہو۔ اُسے نہ تو روشنی کی تلاش ہوتی ہے اور نہ ہی وہ اس درد اور کرب سے گزرتا ہے، وہ ہوتا ہے اصل ہارا ہوا انسان!!!"، ادھیڑ عمر شخص مسکراتے ہوئے جواب دیتا ہے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تو پھر یہ سب کیا ہے؟؟؟ یہ بے چینی، یہ گھبراہٹ، یہ سکون اور آرام کی تلاش؛ جس کے لیے میں دن رات بھٹک رہا ہوں، یہ سب آخر کیا ہے؟؟؟

یہ درد جو میں سہتا ہوں یہ کیا ہے؟؟؟

یہ آنسو جو میں بہاتا ہوں؟؟؟

یہ اذیت جو میں سہتا ہوں، وہ کیا ہے؟؟؟

حضرت مجھے ان سب سوالات کے جوابات چاہیے۔

"دیکھو بیٹا! تم آج تک جس راستے پہ چلے ہو۔ جس مقصد کے لیے تم نے خود کو تھکا دیا، وہ حق کا راستہ نہیں تھا۔ وہ راستہ جس کو تم نے اختیار کیا وہ تمہیں اللہ تعالیٰ سے بہت

دور لے گیا(جو کہ اصل حق کا راستہ ہے)اور اب تم جو یہ سب درد، تکلیفیں،اذیتیں اور آنسو جو تم بہاتے ہو ناوہ تمھارے لیے ایک نعمت ہیں۔۔۔۔

"جانتے ہو اب تمہاری روح دوبارہ اپنے اصل کی جانب گامزن ہے اسی لیے تم یہ سب اذیتیں اور دکھ سہتے ہو؛اب تمہارے دل میں نئے بیج اگنا شروع ہو چکے ہیں اس لیے اب تمہیں یہ سب اذیتیں، دکھ، درد اور تکلیفیں سہنا ہو نگی؛ تم جو آنسو بہاتے ہو یہ تمہارے دل کے غبار کو اور گلے سڑے بیجوں کو دھو رہے ہیں بالکل اسی طرح جیسے پانی جسم کی میل کچیل کو دھو ڈالتا ہے "انتہائی پر مسرت مسکراہٹ کے ساتھ وہ اسے جواب دیتے ہیں اور جانے کیلیے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔۔۔

"میں کیسے مان لوں یہ سب ؟؟ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ میرے لیے سزا ہو"وہ انتہائی خوف کے عالم میں سوال کرتا ہے۔۔

شفقت بھری مسکراہٹ کے ساتھ وہ کہتے ہیں کہ:

"اگر یہ روح کی پاکیزگی کا سفر نہ ہوتا تو تم یہ آنسو کبھی نہ بہاتے، تمہیں اللہ اس درد اور کرب سے کبھی نہ گزارتے اور نہ تمہارا رب تمہیں یہ آنسو عطا کرتا جانتے ہو یہ آنسو کس قدر بڑی نعمت ہیں رب تعالیٰ کی۔۔ یہ ایک خاص عنایت ہے اپنے بندے کیلیے رب تعالیٰ کی طرف سے۔۔

میں تمہیں پیارے نبی کی ایک حدیث مبارکہ سناتا ہوں جس میں تم اپنے ان سوالات کے جواب پالو گے

پیارے نبی کا ارشاد ہے:

"اللہ تعالی کے خوف و ہیبت سے جس بندہ مومن کی آنکھوں سے کچھ آنسو نکلے اگرچہ وہ مقدار میں بہت کم مثلاً مکھی کے سر کے برابر (یعنی بقدر ایک قطرہ) ہوں، پھر وہ آنسو بہہ کر اسکے چہرے پر پہنچ جائے تو اللہ اسکے چہرے کو آتش دوزخ کیلیے حرام کر دیگا"

(سنن ابن ماجہ؛ معارف الحدیث)

بیٹا! یہ سب تکلیفیں، درد اور مشقتیں تمہیں برداشت کرنی ہو نگی اپنے دل کے بجھے چراغوں کو جلانے کیلیے۔۔۔

اور جانتے ہو اللہ رب العزت نے اپنی عظیم کتاب قرآن مجید میں فرمایا ہے:

"اور جو لوگ ہماری خاطر مشقتیں برداشت کرتے ہیں، ہم ضرور انہیں اپنے رستے کی ہدایت دے دیں گے"

(سورہ عنکبوت:69)

اور یہ کہتے ہی وہ جانے کیلیے پلٹتے ہیں۔۔

"پلیز مجھے اس قید میں تنہا چھوڑ کر نہ جائیں، کچھ دیر اور میرے پاس رک جائیں" وہ روتے ہوئے انہیں پکارتا ہے

"میں آتا رہوں گا بیٹا جب جب تمہیں میری ضرورت ہو گی لیکن اس درد اور کرب سے تمہیں تنہا ہی گزرنا پڑے گا، ہاں مگر یاد رکھنا اس کا انعام بھی بہت بڑا ہو گا" وہ مسکراتے ہوئے پلٹ جاتے ہیں۔

لمبے بالوں کو اس وقت جوڑے کی شکل میں باندھا گیا تھا، کمرے میں اس وقت صرف نائٹ بلب کی روشنی تھی۔۔

ارحا لیپ ٹاپ گود میں لیے کچھ سرچ کر رہی ہوتی ہے۔

وہ مگن انداز میں اسکرین پر نگاہیں مرکوز کیے دائیں ہاتھ کی ایک انگلی سے ٹچ پیڈ پہ کلک کرتی ہے اور اگلے صفحے کو پڑھنا شروع کر دیتی ہے۔۔۔

کچھ دیر اسی طرح مگن انداز میں پڑھتے ہوئے اچانک ہی اسکے موبائل پہ رنگ ہوتی ہے۔

ایک ہاتھ سے سائیڈ ٹیبل پہ پڑے موبائیل کو اٹھاتی ہے، اور مگن سے انداز میں موبائل کے پاسورڈ کو انلاک کرتی ہے۔

کسی انجان نمبر سے میسج آیا ہوتا ہے، ایک لمحے کیلیے اسکی نظریں موبائل سکرین پر ٹک سی جاتی ہیں اور پھر سے اسکا منہ حیرت کے مارے کھل جاتا ہے کہ یہ کون شخص ہے۔۔

میسج میں لکھا ہوتا ہے کہ:

"پھول تو ایک انمول تحفہ ہے ان کو ڈسٹ بن کی زینت نہیں بنانا چاہیے بلکہ انکی خوشبو سونگھ کر دل کو راحت پہنچانی چاہیے" ساتھ میں ایک پیاری سی سمائل بھیجی گئی تھی۔۔

لیپ ٹاپ کو ایک سائیڈ پر دھکیلتے ہوئے وہ محو ہو کر چند لمحے موبائل کی اسکرین دیکھتی رہتی ہے۔۔

موبائل فون کی روشنی میں اسکا چہرہ چاندنی کی مانند چمک رہا ہوتا ہے۔۔۔

پریشانی کے عالم میں وہ وہاں سے اٹھتی ہے اور بالکونی کا دروازہ کھول کر ٹھنڈی فضا میں سانس لینے آتی ہے جب اسے بالکل کارنر میں سفید گلاب کے پھولوں کا ایک بکے ملتا ہے اور ساتھ میں ایک کارڈ بھی ہوتا ہے۔

وہ انتہائی بیزاریت سے پھولوں کو اٹھاتی ہے اور کمرے میں واپس آجاتی ہے۔۔

ٹیبل پہ پھولوں کے بکے کو رکھتے ہوئے وہ لفافے سے کارڈ نکالتی ہے؛ جس پہ لکھا گیا ہوتا ہے:

"You insulted the salesman too much. By the way, I am feeling soo happy for you ..

Sweet dreamz my dear :)"

یہ پڑھتے ساتھ ہی وہ اور پریشان ہو جاتی ہے۔

آخر یہ ہے کون اور مجھے اس قدر کیسے جانتا ہے!!؟؟؟

بہت سے سوالات تھے اسکے ذہن میں جن کے جوابات کیلیے وہ خود سے لڑ رہی تھی۔

جاری ہے۔۔

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی

ضرورت ہے۔اگرآپ ہماری ویب پر اپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کرواناچاہیں تواردو میں ٹائپ کرکے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندراندر ویب پر پوسٹ کردی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کرسکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews